سلسلہ مطبوعات (۱۳)

عالم برزخ

علامہ ابن قیم الجوزی کی معروف کتاب

"کتاب الروح" کے چند ابواب کی تلخیص۔

شائع کردہ

دارالحسنات سہسوان۔ بدایوں

۱۹۸۹ء
۱۴۰۹ھ

تعداد اشاعت ۔ (۱۰۰۰)　　قیمت دو روپئے

مطالعہ سے پہلے

مشیت الٰہی سے یکے بعد دیگرے دو دو جانکاہ صدموں سے مجھے دوچار ہونا پڑا۔ پہلا حادثہ رفیقۂ حیات لئیقہ بیگم مرحومہ کے انتقال کا تھا۔ ابھی اس سانحہ سے میں سنبھل نہ سکا تھا کہ دوسرا حادثہ جوان سال لخت جگر برخوردار حسنات الظفر مرحوم کا پیش آیا جس نے رہی سہی قوت و توانائی ختم کر دی اور میں غم و آلام میں مبتلا ہو گیا۔

اسی دوران جمعیۃ مرکزیہ تبلیغ الاسلام کانپور کے زیر سرپرستی شائع ہونیوالے "ماہنامہ محکمات" میں ایک مضمون "عالم برزخ" کے عنوان سے کئی قسطوں میں نظر سے گذرا جسے پڑھ کر مجھے قدرے سکون ہوا اور دل میں یہ داعیہ پیدا ہوا کہ اس مضمون کی کتابچہ کی شکل میں اشاعت میرے جیسے دوسرے غم رسیدہ بھائیوں کیلئے بھی باعث سکون ہو سکتی ہے اسکی طباعت کی مدیرۂ محکمات سے اجازت حاصل کی اب یہ مضمون ناظرین کرام کی خدمت میں "دار الحسنات" کی جانب سے سبق آموزی و عبرت پذیری کے نقطۂ نظر سے پیش ہے تاکہ دلوں میں اللہ کا خوف پیدا ہو اور برے اعمال سے توبہ کی توفیق میسر آئے۔

"دار الحسنات" مرحومہ لئیقہ بیگم کی توجہ اور فکر کی ایک عملی شکل تھی انہی کے اصرار سے اس کا قیام عمل میں آیا تھا نیز سے جس کے پہلے سربراہ برخوردار حسنات الظفر مرحوم ہی تھے دونوں ہی اللہ کو پیارے ہو گئے۔

ناظرین سے استدعا ہے کہ دونوں کے حق میں دعائے خیر و ایصال ثواب فرمائیں، اللہ تعالیٰ دونوں کے حسنات و مبرات قبول فرما کر درجات بلند فرمائے۔

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین آباد

دعاگو و دعاجو
ظفر الحسن
دار الحسنات سہسواں ضلع بدایوں

۲۰ر اکتوبر ۱۹۹۹ء
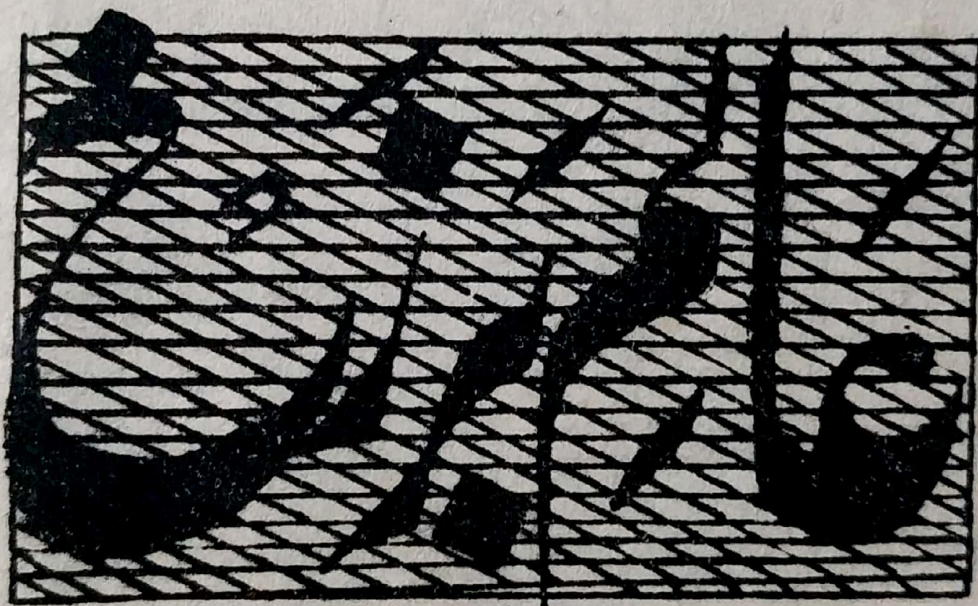
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا:

"کوئی بھی مسلمان ایسا نہیں ہے جو اپنے بھائی کی قبر سے گذرتا ہو جس کو وہ اس کی زندگی میں جانتا رہا ہو اور وہ سلام کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی روح لوٹا دیتا ہے اور وہ اس زندہ کے سلام کا جواب دیتا ہے"۔

"قلیب بدر" میں مردہ مشرکین سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بہت معروف تاریخی واقعہ ہے۔ آپ نے ایک ایک کا نام لیکر سوال فرمایا تھا:

ھل وجدتم ما وعد ربکم حقا	تمہارے رب نے تم سے جو وعدہ کیا تھا تم نے اس کو
فانی وجدت ما وعدنی ربی حقا	ٹھیک ٹھیک سے پالیا۔ مجھ سے میرے رب نے جو وعدہ کیا تھا وہ میں نے پالیا۔

سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر حیرت ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ تو مردے ہیں جن سے خطاب فرما رہے ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا ہاں "قسم اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے" یہ تم سے زیادہ سننے والے ہیں لیکن جواب نہیں دے سکتے"

ایک حدیث میں آتا ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا!

ان المیت یسمع قرع نعال المشیعین	بیشک مردہ اپنے جنازہ کے ساتھ آنے والوں کے
لہ اذا انصرفوا عنہ ۔	جوتوں کی چاپ سنتا ہے ۔ جب وہ مٹی دیکر واپس ہونے لگتے ہیں ۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی کے دوسرے آداب کے ساتھ ساتھ قبروں پر جانے کے آداب بھی اپنی امت کو سکھائے ہیں کہ جب وہ قبروں پر جائیں تو اس طرح سلام کریں جس طرح کسی زندہ کو سلام کیا جاتا ہے اور کہیں السلام علیکم دار قوم مومنین"

اس قسم کا خطاب کسی زندہ ہی سے کیا جا سکتا ہے جو سمجھ بوجھ رکھتا ہو اس سے معلوم ہوا کہ مردے قبروں میں "سلام" سنتے اور جواب دیتے ہیں۔ علماء سلف کا اس پر اجماع ہے کہ مردہ کو زندہ کی اپنی قبر پر آمد معلوم ہوتی ہے اور وہ اس آمد سے خوش بھی ہوتا ہے۔ سیدنا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مامن رجل یزور اخیہ ویجلس عندہ الا استانس بہ ورد علیہ حتی یقوم۔	جو بھی شخص اپنے مردہ بھائی کی قبر کی زیارت کرتا ہے اور اس کے پاس بیٹھتا ہے تو مردہ اس سے انس حاصل کرتا ہے اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہے حتیٰ کہ وہ زندہ وہاں سے رخصت ہو جاتا ہے۔

سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب آدمی اپنے جان پہچان کے مردہ بھائی کی قبر کے پاس سے گذرتا اور سلام کرتا ہے تو وہ اس کے سلام کا جواب دیتا ہے اور اس کو پہچان جاتا ہے اور اگر ایسی قبر کے پاس سے گذرتا ہے جس کو وہ نہیں جانتا تو بھی وہ مردہ سلام کا جواب دیتا ہے۔

عاصم جحدری کی اولاد میں ایک شخص نے بیان کیا کہ!

"میں نے عاصم جحدری کے انتقال کے دو سال کے بعد ان کو خواب میں دیکھا تو میں نے ان سے سوال کیا کہ آپ تو مر چکے ہیں؟ کہنے لگے "ہاں"۔ میں نے کہا کہ آپ کہاں ہیں؟ تو انھوں نے کہا کہ میں اپنے بعض دوستوں کے ساتھ جنت کے ایک باغ میں ہوں۔ ہم سب جمعہ کی شب میں بکر بن عبداللہ المزنی کے پاس جمع ہو جاتے ہیں۔ تم لوگوں کے حالات معلوم ہوتے ہیں۔ میں نے سوال کیا آپ لوگوں کی روحیں جمع ہوتی ہیں یا جسم بھی۔ انھوں نے جواب دیا کہ جسم تو گل سڑ گئے یہ اجتماع ارواح کا ہوتا ہے میں نے پھر سوال کیا کہ ہم لوگ جب

آپ کی قبر پر آتے ہیں تو آپ لوگوں کو خبر ہوتی ہے کہا "ہاں"! جمعہ کی شب اور سنیچر کو طلوع آفتاب تک خبر ہوتی ہے۔ میں نے پھر سوال کیا کہ یہ صرف جمعہ ہی کے ساتھ مخصوص کیوں ہے دوسرے دنوں میں کیوں نہیں؟ انھوں نے جواب دیا کہ جمعہ کے دن کی فضیلت اور عظمت کی وجہ سے اس کی تخصیص ہوتی ہے۔

حسن قصاب بیان کرتے ہیں کہ "میں محمد بن واسع کے ساتھ ہر سنیچر کو صبح کے وقت قبرستان جاتا تھا۔ وہاں ہم لوگ قبروں پر کھڑے ہو کر سلام کرتے تھے اور دعاء مغفرت کر کے لوٹ آتے تھے۔ ایک دن میں نے محمد بن واسع سے کہا کہ بجائے سنیچر کے دوشنبہ کے دن قبرستان چلا کریں۔ محمد بن واسع نے کہا کہ مجھ کو یہ روایت پہونچی ہے کہ مردوں کو زیارت کرنے والوں کی آمد کی اطلاع جمعہ کے دن اور اس سے ایک دن پہلے اور ایک بعد ہوتی ہے"۔

حضرت ضحاک فرمایا کرتے تھے "کہ طلوع آفتاب سے قبل سنیچر کے دن مردے زائرین کی آمد و رفت سے واقف ہوتے ہیں میں نے پوچھا یہ کیسے؟ تو" فرمایا جمعہ کے دن کی فضیلت واہمیت کی وجہ سے"۔

حضرت مطرف روزانہ صبح کے وقت قبرستان جایا کرتے تھے لیکن جمعہ کے دن منہ اندھیرے چل پڑتے تھے اور ان کے کوڑہ کا کنارہ روشن ہو جاتا تھا اپنے معمول کے مطابق ایک دن وہ روانہ ہو کر قبرستان پہونچے تو انھوں نے دیکھا کہ ساری قبروں کے لوگ اپنی قبروں پر بیٹھے کہہ رہے ہیں کہ یہ مطرف ہیں جمعہ کے دن آتے ہیں تو میں نے کہا کیا تم کو جمعہ کے دن کی خبر ہوتی ہے۔ وہ لوگ بولے ہاں۔ اور ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ اس دن پرندے کون سی تسبیح پڑھتے ہیں۔ اس دن پرندے "سلام۔ سلام" پڑھتے ہیں۔

حضرت سفیان بن عیینہؓ کے ماموں زاد بھائی فضل بن موفق بیان کرتے ہیں کہ میرے

والد کا انتقال ہوا تو میں بہت رویا اور ان کی قبر پر روزانہ حاضری کو معمول بنالیا کچھ عرصے کے بعد اس معمول میں فرق پڑ گیا پھر میں نے ایک دن ان کی قبر پر حاضری دی. میں بیٹھا ہوا تھا کہ مجھے نیند آگئی. میں نے دیکھا کہ میرے والد کی قبر کھل گئی. اور وہ قبر میں پیٹھے ہوئے بیٹھے ہیں تو میں رو پڑا. انھوں نے دریافت کیا بیٹے اتنے دن کہاں رہے؟ تو میں نے پوچھا کیا آپ کو میرے آنے کی اطلاع ہوتی رہی ہے. انھوں نے کہا قسم ہے جب جب آئے ہو مجھے معلوم ہوتا رہا ہے تمہاری آمد سے میں انس حاصل کرتا تھا اور خوش ہوتا تھا اور جو لوگ میرے پاس پڑوس میں ہیں وہ بھی تمہارے ایصال ثواب سے خوش ہوتے تھے.. فضل بیان کرتے ہیں کہ پھر میں قبرستان کثرت سے آنے جانے لگا۔"

عثمان بن سودہ کا بیان ہے کہ میری والدہ بڑی عبادت گذار تھیں اسی وجہ سے لوگ انھیں راہبہ کہا کرتے تھے سکرات کے وقت انھوں نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر فرمایا! کہ اے میرے ذخیرے اور رہے وہ کہ جس پر زندگی بھر مجھے بھروسہ رہا اور موت کے بعد بھی ہے موت کے بعد مجھے رسوا نہ کرنا اور قبر کی وحشت سے بچانا پھر وہ فوت ہو گئیں میں ہر جمعہ کو انکی قبر پر جا کر ان کے لیے اور دیگر قبر والوں کیلئے دعاء مغفرت کیا کرتا تھا. ایک دن میں نے انھیں خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ امی جان کیا حال ہے؟ فرمایا بیٹا! موت انتہائی بے چین کر دینے والی ہے الحمدللہ میں قابل تعریف. برزخ میں ہوں ہم پھول بچھاتے ہیں اور ریشمین و دبیز ریشم کے گدوں پر آرام کرتے ہیں اور قیامت تک اسی حال میں رہیں گے میں نے کہا کہ مجھ سے کوئی کام تو نہیں؟ بولیں ہاں ہے میں نے کام دریافت کیا. فرمایا ہماری زیارت اور ہمارے لیے دعاء مغفرت نہ چھوڑنا جمعہ کے دن جب تم اپنے گھر سے آتے ہو تو مجھے مژدہ سنایا جاتا ہے کہ اے راہبہ تمہارا بیٹا آ گیا ہے اور اس سے نہ صرف مجھے بلکہ میرے پڑوسیوں کو بھی مسرت ہوتی ہے.

بشر بن منصور کہتے ہیں کہ ایک بار طاعون پھیلا۔ کثرت سے موتیں ہونے لگیں، ایک شخص قبرستان آتا جاتا تھا۔ جنازہ کی نمازوں میں شریک ہوتا تھا۔ شام کے وقت وہ قبرستان کے دروازہ پر کھڑے ہو کر مرنے والوں کے لئے یہ دعا کرتا تھا: "اللہ تعالیٰ تمہاری وحشت دور کرے، تم کو اس نئی جگہ سے مانوس کرے، تمہاری کسمپرسی پر رحم فرمائے تمہاری کوتاہیاں معاف فرمائے، تمہاری نیکیاں قبول فرمائے" اس شخص کا بیان ہے کہ ایک شام میں قبرستان نہیں پہونچ سکا اپنے کاموں سے فارغ ہو کر گھر آگیا اور سو گیا۔ سوتے میں دیکھا کہ اللہ کی بہت سی مخلوق میرے پاس چلی آرہی ہے۔ میں نے پوچھا تم کون ہو۔ اور کیا چاہتے ہو۔ کہنے لگے ہم اس قبرستان کے مردے ہیں جہاں تم روزانہ جا کر ہمارے لیے دعا کرتے تھے آج تم نہیں پہونچے۔ وہ شخص کہنے لگا کہ میں پھر اسی طرح قبرستان آنے جانے لگا اور یہی دعا کرنے لگا۔ اپنا یہ معمول پھر میں نے ترک نہیں کیا۔

قبرستان میں پیشاب پاخانہ کرنے سے احتراز کرنا چاہیئے۔ بعض ناواقف لوگ اس میں احتیاط نہیں کرتے حالانکہ زندوں کی اس حرکت کی اطلاع مردوں کو ہو جاتی ہے۔ یزید بن ابو حبیب سے روایت ہے کہ سلیم بن عمیر ایک بار قبرستان کی طرف سے گذرے ان کو پیشاب کی شدید حاجت تھی۔ ان کے ساتھیوں میں سے کسی نے کہا کہ یہیں اتر پڑیئے اور کسی سوراخ میں پیشاب کر لیجئے۔ یہ سن کر وہ رو پڑے اور فرمایا:

سبحان اللہ واللہ انی لاستحی من الاموات کما استحی من الاحیاء	سبحان اللہ! بخدا میں مردوں سے بھی اسی طرح شرماتا ہوں جس طرح مجھے زندوں سے شرم لگتی ہے۔

صرف اتنی ہی بات نہیں بلکہ یہ بھی ذہن میں رہنا چاہیئے کہ زندہ عزیز و اقارب کے اعمال کی اطلاع ان کے مردہ عزیزوں کو ہوتی ہے اور یہ مردہ عزیز اپنے زندہ عزیز کے اچھے

اعمال سے خوش ہوتے ہیں اور ان کے برے اعمال سے ان کو ناگواری ہوتی ہے۔

عباد بن عباد نے ابراہیم بن صالح سے درخواست کی کہ مجھے نصیحت فرمائیں تو انھوں نے فرمایا!۔

ان اعمال الاحیاء تعرض علی اقاربھم الموتی فانظر ماذا تعرض علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من عملک۔	زندوں کے اعمال ان کے مردہ عزیزوں پر پیش کئے جاتے ہیں تم اپنا جائزہ لو تمہارے کیسے اعمال جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کئے جارہے ہیں۔

یہ کہکر ابراہیم بن صالح رو پڑے کہ ان کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو زیارت قبور کے آداب سکھائے ہیں کہ جب قبرستان جایا کریں تو یوں کہا کریں۔

سلام علیکم اھل الدیار من المومنین والمسلمین وانا انشاء اللہ بکم لاحقون یرحم اللہ المستقدمین منا منکم والمستاخرین نسأل اللہ لنا ولکم العافیہ۔

یہ سلام، یہ نداء یہ خطاب کا انداز ان ہی لوگوں کے لئے ہو سکتا ہے جو سنتے ہوں مخاطب بن سکتے ہوں سمجھتے بھی ہوں اور جواب دے سکتے ہوں خواہ ان کا جواب زندہ افراد سن سکیں یا نہ سن سکیں۔

چونکہ مرنے والے کے اعمال اور ان کے عمل کا ثواب تو مرتے ہی منقطع ہوجاتا ہے اسلئے وہ زندوں کے اعمال پر رشک کرتے ہیں کہ کاش ہم بھی یہ عمل کر سکتے ہوتے!۔

ابن ساس کہتے ہیں کہ میں ایک جنازہ کے ساتھ گیا۔ قبرستان پہونچ کر میں نے ایک قبر کے پاس دو رکعت نماز پڑھی پھر اسی قبر سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا کہ میری

آنکھ جھپک گئی ایسی حالت میں قبر کے اندر سے میں نے ایک آواز سنی :-

" یہاں سے ہٹ جاؤ مجھے تکلیف نہ دو تم لوگ ان میں ہو جو عمل تو کرتے ہیں لیکن اسکی جزاء و سزا سے واقف نہیں ہوتے اور ہم ان میں ہیں جو جزاء و سزا سے واقف ہیں لیکن عمل نہیں کر سکتے تم نے جو دو رکعتیں پڑھیں کاش میں بھی پڑھ سکتا :-

گویا صاحب قبر کو ابن ساس کے قبر سے ٹیک لگانے اور ان کی دو رکعت نفل پڑھنے کی خبر ہوگئی ۔

حضرت ابو قلابہ رض فراتے ہیں کہ میں شام سے بصرہ آرہا تھا رات ہوگئی تو ایک جگہ میں نے ڈیرہ ڈال دیا ۔ رات میں اٹھ کر وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھی پھر ایک قبر پر سر رکھ کر سو گیا تھوڑی ہی دیر کے بعد میں چونک پڑا ۔ صاحب قبر شکوہ کر رہے تھے کہ " تم نے مجھ کو ساری رات تکلیف پہونچائی تم لوگ عمل تو کرتے ہو لیکن اس کے ثواب سے ناواقف رہتے ہو ۔ ہم لوگ عمل کے ثواب سے تو واقف ہوتے ہیں لیکن عمل نہیں کر سکتے جو دو رکعتیں تم نے پڑھیں میری نظر میں دنیا اور دنیا کی ہر چیز سے بہتر ہیں ، اللہ تعالیٰ دنیا والوں کو اچھا بدلہ دے ان کو میری طرف سے سلام پہونچا دینا وہ جب ایصال ثواب کرتے ہیں تو ایک نور ہماری قبروں میں داخل ہو جاتا ہے ۔

مطرف بن عبد اللہ القرشی بیان کرتے ہیں کہ میں ایک بار راستہ چلتے ہوئے ایک قبرستان کے پاس سے گذرنے لگا وہاں ایک جنازہ دیکھ کر اس کی تدفین میں شرکت کا ارادہ کر لیا چنانچہ لوگوں سے ذرا ہٹ کر ایک قبر کے پاس ہلکی پھلکی دو رکعتیں پڑھ لیں ، اس قبر سے آواز آئی کہ تم نے بہت ہلکی پھلکی نماز پڑھی ۔ میں نے کہا ہاں ' پھر آواز آئی تم عمل تو کرتے ہو لیکن اس کے اثرات و نتائج سے ناواقف ہو لیکن ہم عمل نہیں کر سکتے کاش میں بھی تمہاری طرح دو رکعتیں پڑھ سکتا یہ مجھے دنیا اور اس کے متعلقات سے زیادہ محبوب ہوتا

میں نے پوچھا یہاں کون لوگ ہیں؟ جواب ملا سب مسلمان ہی ہیں اور سب کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھلائی پہونچ چکی ہے تب میں نے سوال کیا یہاں سب سے افضل کون ہے تو ایک قبر کی جانب اشارۃً بتایا گیا میں نے اپنے دل میں کہا کہ اے اللہ اس قبر والے کو نکال کہ میں اس سے بات کر لوں، میری یہ دعا قبول ہوئی اور ایک نوجوان اس قبر سے نکل کر سامنے آیا میں نے اس سے پوچھا کہ تم نے یہ فضیلت کیسے حاصل کی تمہاری عمر تو بہت کم ہے کہ میں یہ سمجھوں کہ تم نے یہ فضیلت حج یا عمرہ یا جہاد فی سبیل اللہ یا دوسرے اعمال خیر سے حاصل کی، اس نے جواب دیا کہ مجھ پر مصائب پڑے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے ان مصائب پر صبر کی توفیق دی اس وجہ سے مجھے یہ درجہ حاصل ہوا۔

اس قسم کے خواب اگرچہ ثبوت اور حکم کیلئے کافی نہیں ہوتے لیکن اس قدر کثرت سے پیش آتے ہیں کہ ان کا شمار مشکل ہے، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لیلۃ القدر کے بارے میں ارشاد فرمایا "اری رؤیاکم قد تواطأت علی انہا فی العشر الاواخر"

معلوم ہوا کہ کسی مسئلہ پر مومنوں کے خوابوں کی موافقت ان کی روایت ورائے کے قائم مقام ہے اور اللہ کے نزدیک جس کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اچھا اور جسکو برا سمجھیں وہ برا، لیکن دوسرے دلائل وشواہد کے بغیر کوئی حکم نہیں لگایا جا سکتا۔

مردہ اپنی قبر میں دفن کے بعد جنازہ کے ساتھ آنے والوں کے توقف سے اس نئی منزل میں انس حاصل کرتا ہے۔ صحیحین میں یہ روایت موجود ہے حضرت عبدالرحمٰن بن شماسہ المہری فرماتے ہیں کہ ہم لوگ سیدنا حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے آخری وقت میں ان کے پاس پہونچے تو وہ دیوار کی طرف منہ کرکے دیر تک روتے رہے۔ ان کے صاحبزادے نے سوال کیا۔ ابا جان! آپ کو کیا بات رلا رہی ہے؟ کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو فلاں فلاں بشارت نہیں دی تھی سیدنا حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ یہ سن کر صاحبزادے کی طرف

متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ سب سے افضل بات اللہ کی توحید اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی شہادت دینا ہے۔ اشہد ان لا الہ الا اللہ و ان محمد رسول اللہ کہہ کر دینا ہے۔ اور میرا یہ حال تھا کہ میں بہت بعد میں مسلمان ہوا قبول اسلام سے پیشتر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شدید بغض رکھتا تھا۔ اتنا کہ اگر قدرت ہوتی تو شاید آپ کو نعوذ باللہ قتل بھی کر دیتا۔ اس حال میں مرتا تو میں یقیناً جہنمی ہوتا۔ جب اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں قبول اسلام کی بات ڈالی تو میں نے آپ سے عرض کیا دست مبارک پھیلائیے میں بیعت کر دوں۔

آپ نے اپنا داہنا ہاتھ پھیلا دیا تو میں نے اپنا ہاتھ سمیٹ لیا اور عرض کیا کہ میری غرض ہے۔ آپ نے سوال فرمایا تمہاری کیا شرط ہے بتاؤ تو میں نے گذارش کی کہ میرے تمام گناہ معاف ہو جائیں۔ آپ نے فرمایا کہ کیا تم نہیں جانتے کہ قبول اسلام گذشتہ خطاؤں سے درگذر کرتا ہے۔ اور ہجرت گذشتہ قصوروں کو ختم کر دیتی ہے اور حج سابقہ گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے اس کے بعد میری نگاہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی باعظمت اور محبوب نہ رہا لیکن اس تعلق و محبت کے باوجود میں آپ کو آنکھ بھر کر دیکھ نہیں سکتا تھا اگر مجھ سے آپ کا حلیہ شریف دریافت کیا جاتا تو میں نہ بتا سکتا اس حال میں اگر مرتا تو مجھے جنت میں جانے کی امید ہوتی آپ کے بعد ہم سے ایسی باتیں سرزد ہوئیں جن کی وجہ سے کہہ نہیں سکتا کہ میرا کیا حال ہوگا جب میں مروں تو میرے جنازہ کے ساتھ نوحہ کرنے والی کوئی عورت نہ ہو نہ آگ ہو۔ تدفین سے فارغ ہونے کے بعد اتنی دیر رک جانا جتنی دیر ایک اونٹنی کے ذبح کرنے اور گوشت تقسیم کرنے میں لگتی ہے کہ تمہاری موجودگی سے میں کچھ مانوس ہو لوں اور یہ دیکھ لوں کہ فرشتے مجھ سے کیا سوال و جواب کرتے ہیں۔"

اس حدیث سے یہ وضاحت ہوتی ہے کہ مردہ لوگوں کی قبر پر حاضری سے انس

حاصل کرتا ہے اور خوش ہوتا ہے۔

سلف صالحین کی ایک جماعت کے بارہ میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ انھوں نے دفن کے وقت تلاوت کی وصیت کی تھی۔ سیدنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے یہ حکم دیا تھا کہ ان کی قبر کے پاس سورۂ بقرہ پڑھی جائے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن العلاء نے اپنے والد کا واقعہ بیان کیا انھوں نے کہا کہ جب میں مرجاؤں تو مجھ کو بسم اللہ وعلی ملت رسول اللہ کہتے ہوئے لحد میں اتار دینا پھر مٹی دینا اس کے بعد میرے سرہانے سورۂ بقرہ کی ابتدائی آیتیں پڑھنا اسلئے کہ میں نے سیدنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو یہی وصیت کرتے سنا ہے"۔

علی بن موسیٰ الحداد نے بیان کیا کہ میں اور محمد بن قدامہ جوہری حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے ساتھ ایک جنازہ میں شریک ہوئے۔ تدفین سے فراغت کے بعد ایک نابینا شخص نے قبر کے پاس بیٹھ کر تلاوت شروع کردی۔ امام احمد نے اس سے کہا کہ قبر کے پاس تلاوت کرنا بدعت ہے، جب قبرستان سے نکلنے لگے تو محمد بن قدامہ نے حضرت امام احمد بن حنبلؒ سے سوال کیا کہ مبشر حلبی کے بارہ میں از روئے روایت آپ کی کیا رائے ہے۔ امام نے فرمایا کہ ثقہ ہیں۔ میں نے بھی ان سے کچھ نقل کیا ہے تو محمد بن قدامہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن العلاء کی وہ روایت سنائی جس کا ذکر اوپر ہو چکا۔ تب امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا کہ واپس جاؤ اور اس شخص سے کہو کہ تلاوت جاری رکھے۔

حسن بن صباح زعفرانی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام شافعیؒ سے قبر کے پاس تلاوت کے بارہ میں دریافت کیا۔ تو انھوں نے فرمایا کوئی حرج نہیں۔

خلال حضرت امام شعبی سے روایت کرتے ہیں کہ انصار میں جب کوئی مرجاتا تو انصار اسکی قبر پر برابر آیا جایا کرتے، اور قرآن پڑھ کر ایصال ثواب کرتے تھے۔ ابویحییٰ نے حسن جروی کو

یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں اپنی بہن کی قبر پر گیا اور قرآن کی تلاوت کی تو دوسرے دن ایک شخص نے آکر بیان کیا کہ میں نے تمہاری بہن کو خواب میں دیکھا وہ کہہ رہی تھیں اللہ تعالیٰ ابو علی کو جزائے خیر دے انھوں نے تلاوت کر کے مجھے ثواب پہونچایا جس سے مجھکو بہت فائدہ ہوا۔

ابو بکر بن الاطروش کہتے ہیں کہ ایک شخص ہر جمعہ کو اپنی والدہ کی قبر پر آکر سورہ یٰسین پڑھتا تھا ایک بار وہ آیا اور سورہ یٰسین پڑھ کر دعا کی۔ اے اللہ اگر اس کا ثواب تقسیم ہو سکتا ہو تو اس قبرستان کے ہر مردہ کو اس کا ثواب پہونچا۔ اگلے جمعہ کو اس کے پاس ایک عورت آئی اور اس نے سوال کیا کہ تم فلاں عورت کے بیٹے ہو اس نے کہا "ہاں" تو اس عورت نے بتایا کہ میری لڑکی کا انتقال ہو چکا ہے۔ اس کو میں نے خواب میں دیکھا کہ قبر پر بیٹھی ہوئی ہے۔ میں نے پوچھا یہاں کیسے بیٹھی ہو؟ اس نے بتایا کہ فلاں عورت کا بیٹا آیا تھا اس نے سورۂ یٰسین پڑھ کر سب کو اس کا ثواب بخشا جس سے کچھ حصہ مجھے بھی پہونچ گیا۔

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے ایک روایت نسائی شریف میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اقرؤا یٰسین عند موتاکم" مرنے والوں کے پاس سورۂ یٰسین پڑھا کرو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد میں دو احتمال ہیں ایک تو یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد "لقنوا موتاکم لا الٰہ الا اللہ" کے قبیل سے ہے گویا یٰسین شریف کی تلاوت قریب المرگ افراد کے سرہانے کی جائے۔ دوسرا احتمال یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قبر پر سورۂ یٰسین شریف کی تلاوت کے لئے ارشاد فرما رہے ہیں پہلے احتمال کا پہلو باوجود ذیل غالب ہے۔

(۱) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد "اقرؤا یٰسین عند موتاکم" آپ کے

دوسرے ارشاد "لقنوا موتاکم لا الٰہ الا اللہ" کی نظیر ہے۔

(۲) سورۂ یٰسین میں توحید و معاد کا ذکر نیز جنت کی بشارتیں ہیں توحید و رسالت کے اقرار پر جو مرتے ہیں ان کی جانب سے اظہار مسرت بھی کہ ہمارے ساتھ توحید و رسالت کے اقرار و اعتراف کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی جانب سے جو بہتر معاملہ ہوا کاش اس کی خبر دوسروں کو ہو جاتی۔ جیسے قرآن کریم میں آتا ہے۔ "یالیت قومی یعلمون بما غفرلی ربی وجعلنی من المکرمین" (اے کاش میری قوم بھی جان لیتی کہ میرے رب نے مجھے بخش دیا (نیک کاموں کے سبب) اور مجھ کو عزت داروں میں سے کر دیا۔

جس سے روح بشارت حاصل کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ سے ملنے پر راغب ہوتی ہے یہ سورہ قرآن کا قلب کہی جاتی ہے کسی مرنے والے کے سرہانے اس کی تلاوت عجیب خاصیتوں کی حامل ہے۔ ابوالفرج بن الجوزی کہتے ہیں کہ میں اپنے استاد عبدالاول کے پاس ان کی نزع کی حالت میں موجود تھا کہ انھوں نے آسمان کی طرف دیکھا اور ہنسے۔ یہی آیت تلاوت کی "یٰلَیْتَ قَوْمِیْ یَعْلَمُوْنَ بِمَا غَفَرَلِیْ رَبِّیْ وَجَعَلَنِیْ مِنَ الْمُکْرَمِیْنَ" اور دم توڑ دیا۔

(۳) لوگوں کا ماضی و حال میں یہی معمول رہا ہے کہ وہ یٰسین شریف کی تلاوت مرنے والے کے سرہانے کرتے چلے آرہے ہیں۔

(۴) حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے اگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی "اقروا یٰسین عند موتاکم" کا مفہوم قبر پر قرأۃ کرنا سمجھا ہوتا تو یہ ان کا معمول ہوتا اور مشہور بھی۔

(۵) قریب المرگ شخص ہی سورۂ یٰسین کی تلاوت سے حضور قلب و ذہن کے ساتھ نفع اٹھا سکتا ہے جس کی دو ہی شکلیں ہیں یا تو اس کی تلاوت سُنے یا خود تلاوت کرے مرجانے کے بعد تو دونوں ہی عمل مردے سے منقطع ہو جاتے ہیں۔ دوسرا پڑھے اور بخشے۔

اس کے سوا اور کوئی صورت باقی نہیں رہتی ۔ اس لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی بنا پر امت کا معمول یہی رہا کہ سورۂ یٰسین کی تلاوت قریب المرگ کے سرہانے کی جاتی ہے ۔

حافظ ابو محمد عبد الحق اشبیلی نے اس باب میں کہ مردے زندوں کے بارے میں دریافت کرتے ہیں اور ان کے اقوال و اعمال کا علم رکھتے ہیں سیدنا حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے استدلال کیا ہے ۔

ما من رجل یمر بقبر اخیہ المؤمن کان یعرفہ فیسلم علیہ الا عرفہ ورد علیہ السلام ۔	جو بھی اپنے مومن بھائی کی قبر پر گذرتا ہے جسکو وہ اپنی زندگی میں جانتا ہوتا ہے اور سلام کرتا ہے تو وہ مردہ بھائی اسکو پہچان جاتا ہے اور سلام کا جواب دیتا ہے ۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی اس روایت سے بھی ۔

ما من رجل یزور قبر اخیہ فیجلس عندہ الا استانس بہ حتی یقوم ۔	جو بھی اپنے بھائی کی قبر پر جاکر بیٹھتا ہے تو وہ مردہ بھائی جبتک وہ بیٹھا رہتا ہے اس سے انس حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ بیٹھنے والا اٹھکر چل دیتا ہے ۔

حافظ ابو محمد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے استدلال کیا ہے !

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من احد یسلم علی الا رد اللہ علی روحی حتی ارد علیہ السلام ۔	جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح مجھ پر واپس فرماتا ہے تاکہ میں اس کے سلام کا جواب دیدوں ۔

سلیمان بن نعیم نے کہا کہ میں نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو عرض کیا کہ "لوگ آپ کے پاس آتے ہیں اور سلام عرض کرتے ہیں کیا آپ کو اس کا علم ہوتا ہے ؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اور میں ان کے سلام کا جواب بھی دیتا ہوں " ۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے اپنی امت کو جو تعلیم مقابر میں جانے اور گزرے مردوں کو سلام کرنے کی دی جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے اس سے بھی یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ مردہ سلام کرنے والے کے سلام اور دعا مغفرت کرنے والے کی دعا سے واقف ہوتا ہے۔

فضل بن موفق کہتے ہیں کہ میں اپنے والد کی قبر پر روزانہ جایا کرتا تھا اور کبھی کبھی بار بار پہونچا کرتا تھا۔ ایک دن ایک جنازہ میں شریک ہوا تو اپنی ایک ضرورت کی وجہ سے ان کی قبر پر حاضر نہ ہو سکا۔ رات کو میں نے انھیں خواب میں دیکھا مجھ سے کہہ رہے تھے کہ آج تم کیوں نہیں آئے؟ میں نے پوچھا کہ کیا آپ کو میری آمد کی اطلاع ہوتی ہے۔ تو انھوں نے جواب دیا "ہاں" جب تم پل پر پہونچتے ہو تو اسی وقت سے مجھے تمہاری آمد کی اطلاع ہونے لگتی ہے۔ یہاں تک کہ تم میرے پاس آکر بیٹھ جاتے ہو پھر جب تم رخصت ہوتے ہو تو میں تم کو دیکھا کرتا ہوں۔ یہاں تک کہ تم پل پار کر جاتے ہو۔

حضرت عمرو بن دینار نے کہا کہ جب کوئی مرتا ہے تو مرنے والا جو کچھ اس کے گھر میں ہوتا ہے وہ دیکھتا رہتا ہے حتی کہ جب گھر والے اس کو غسل دیتے ہیں یا کفن پہناتے ہیں تو بھی وہ دیکھتا رہتا ہے۔

حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ صالح اولاد کی نیکیوں کی خوشخبری قبر میں اس کے والدین کو دی جاتی ہے۔

تدفین کے بعد تلقین میت کا معمول ہمیشہ رہا ہے۔ اگر مردہ سنتا نہ ہوتا اور اس سے اس کو فائدہ نہ پہنچتا ہوتا تو یہ عمل بیکار ہی ہوتا۔ حضرت امام احمد بن حنبل رح سے اس بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے اس کو مستحسن قرار دیا۔

تلقین میت کے سلسلہ میں معجم طبرانی میں ایک ضعیف حدیث حضرت ابو امامہ رض سے منقول ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:-

جب تم کسی کی تدفین سے فارغ ہو تو تم میں سے ایک شخص قبر کے سرہانے کھڑے ہو کر کہے "اے فلاں ابن فلانہ" وہ سنے گا جواب نہیں دے گا۔ پھر کہے "فلاں ابن فلانہ" تو وہ اٹھ کر بیٹھ جائے گا پھر کہے "اے فلاں ابن فلانہ" تو وہ کہے گا اللہ تم پر رحم فرمائے ہماری رہنمائی کرو لیکن تم اس کی بات سن نہ سکوگے، تب کہو "یاد کرو تم دنیا سے اس حال میں رخصت ہوئے تھے۔ لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کی شہادت کے ساتھ ساتھ اللہ تعالی کو اپنا رب، اسلام کو اپنا دین، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی و رسول اور قرآن کو امام مانتا تھا" اس تلقین کے بعد منکر نکیر پیچھے ہٹ جائیں گے۔ ایک دوسرے سے کہیں گے چلو یہاں بیٹھنے سے کیا فائدہ مردہ کو اس کی دلیل بتادی گئی۔

ایک شخص نے عرض کیا اے اللہ کے رسول اگر مردہ کی ماں کا نام نہ معلوم ہو تو کیا کیا جائے آپ نے فرمایا اس کی ماں حوا کی طرف اس کو منسوب کیا جائے۔

اگرچہ یہ حدیث ثابت نہیں ہے لیکن ہر زمانہ اور ہر جگہ بغیر کسی انکار کے اس پر عمل ہوتا آرہا ہے اور یہ کافی ہے۔

ابو داؤد نے اپنی سنن میں روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازہ میں تشریف لے گئے جب تدفین ہوگئی تو آپ نے فرمایا کہ اپنے بھائی کے ثابت قدم رہنے کی دعا کرو ابھی اس سے سوال و جواب ہوگا۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بہت معروف ہے کہ مردہ کو دفن کر کے جب لوگ واپس ہوتے ہیں تو مردہ لوگوں کے جوتوں کی آواز سنتا ہے۔

عبدالحق سے کسی مرد صالح نے یہ بات کہی کہ میرے بھائی کا انتقال ہوگیا تو میں نے اس کو خواب میں دیکھا میں نے پوچھا بھیا! جب تم قبر میں رکھے گئے تو تمہارے اوپر کیا بیتی اس نے جواب دیا کہ میرے پاس آنے والا آگ کا انگارہ لے کر آیا اگر دعا کرنے والے میرے

لئے دعا نہ کی ہوتی تو میں تباہ ہو جاتا۔

شبیب بن شیبہ کہتے ہیں میری والدہ نے مرتے وقت مجھ کو وصیت کی تھی کہ تم جب دفن سے فارغ ہونا تو میرے پاس کھڑے ہو کر کہنا "یا ام شبیبہ قولی لا الٰہ الا اللہ" جب میں نے ان کو دفن کر لیا تو میں نے حسب وصیت یہی بات کہی اور پھر واپس آ گیا۔ رات کے وقت میں نے ان کو خواب میں دیکھا انھوں نے بتایا کہ "لا الٰہ الا اللہ" نے مجھے بچا لیا۔ ورنہ میں ہلاک ہو جاتی بیٹے تم نے میری وصیت یاد رکھی اچھا کیا۔

ایوب بن عیینہ کی اہلیہ تماضر بنت سہل کہتی ہیں کہ میں نے سفیان بن عیینہ کو خواب میں دیکھا کہ وہ کہہ رہے تھے "اللہ تعالیٰ میرے بھائی ایوب کو اچھا بدلہ دے وہ میری قبر پر برابر آتے رہتے ہیں۔ آج بھی وہ آئے تھے"۔ ایوب بولے ہاں آج بھی میں قبرستان گیا تھا اور سفیان کی بھی قبر پر گیا تھا۔

حضرت شہر بن حوشب رضؓ فرماتے ہیں کہ حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کے درمیان بڑا بھائی چارہ تھا۔ ایک دن حضرت صعب رضی اللہ عنہ نے حضرت عوف رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہم میں سے جو بھی پہلے اس دنیا سے رخصت ہو وہ دوسرے کے خواب میں آئے حضرت عوف رضؓ نے پوچھا کیا ایسا ممکن ہے حضرت صعب رضؓ نے کہا ہاں ممکن ہے اتفاق یہ کہ حضرت صعب رضؓ کا پہلے انتقال ہوا تو وہ حضرت عوف رضؓ کے خواب میں آئے، حضرت عوف رضؓ نے پوچھا میرے بھائی تمہارے ساتھ کیا معاملہ ہوا۔ حضرت صعب رضؓ نے جواب دیا کہ بڑی آزمائشوں کے بعد بخشش ہوئی، حضرت عوف رضؓ کہتے ہیں کہ میں نے ان کی گردن میں سیاہ دھبہ دیکھا تو میں نے پوچھا یہ سیاہ دھبہ کیسا ہے؟ انھوں نے بتایا کہ میں نے فلاں یہودی سے دس دینار قرض لئے تھے، زندگی میں ادا نہیں کر سکا وہ میرے ترکش میں رکھے ہوئے ہیں اس کے حوالہ کر دینا۔ جو بھی واقعہ میرے گھر میں میرے بعد پیش آیا اس کی مجھے اطلاع

کی گئی، یہاں تک کہ چند دن ہوئے جب ہماری بلی مرگئی تو مجھے معلوم ہوگیا۔ اور میری بیٹی چھ دن کے بعد مرجائے گی اس کو نیکیوں کی نصیحت کرو۔ صبح کو میں ان کے گھر پہونچا تو میری آؤ بھگت کی گئی اور یہ شکوہ بھی کہ حضرت صعبؓ کے مرنے کے بعد تم نے تو آنا ہی چھوڑ دیا۔ میں نے ان سے عذر و معذرت کی ان کا ترکش دکھائی پڑا تو اس کو اتار کر اس کا سب سامان جو کچھ اس میں تھا الٹ دیا اس میں وہ تھیلی بھی تھی جس میں دس دینار رکھے تھے وہ میں نے اس یہودی کو دینے کے لئے اس سے سوال کیا کہ صعبؓ کے ذمہ تمہاری کوئی چیز رہ گئی ہے؟ اس نے کہا اللہ صعبؓ پر اپنا رحم فرمائے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نیک ساتھیوں میں تھے ان کے ذمہ قرض تھا وہ میں نے معاف کردیا۔ میں نے اس سے کہا کہ سب مجھے بتاؤ کتنا قرض تھا تو اس نے بتایا کہ میں نے ان کو دس دینار قرض دئے تھے تو میں نے وہ تھیلی اس کے آگے ڈالدی جسے دیکھ کر کہنے لگا کہ یہ تو وہی دینار ہیں یہ میرے خواب کی پہلی بات تھی جس کی مجھے تصدیق ہوئی۔ اس کے بعد میں حضرت صعبؓ کے گھر والوں سے پوچھا کہ صعبؓ کے مرنے کے بعد بھی کوئی واقعہ پیش آیا ہے یاد کرکے بتاؤ تو انھوں نے دوسری باتوں کے ساتھ بلی کے مرنے کی بات بتائی۔ میں نے دل میں کہا دو باتیں سچی ہوئیں پھر میں نے ان کی بیٹی کے بارے میں دریافت کیا معلوم ہوا کہ وہ کھیل رہی ہے میں اس کے پاس گیا تو دیکھا کہ اسکو بخار ہے۔ میں نے گھر والوں سے کہا کہ اس کو اچھی باتیں سکھاؤ وہ بچی حضرت صعبؓ کے کہنے کے مطابق چھ دن میں مرگئی۔

حضرت عوفؓ اور حضرت صعبؓ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے حضرت عوفؓ نے قرائن سے سمجھ لیا تھا کہ حضرت صعبؓ نے جو کچھ کہا صحیح کہا ہر بات کا انھوں نے جائزہ لیا اور جیسے جیسے حضرت صعبؓ نے کہا تھا اسی کے مطابق وہ کرتے گئے اس واقعہ پر یہ اعتراض ہوسکتا ہے کہ محض ایک خواب کی بنیاد پر حضرت عوفؓ کے لئے

یہ کیسے جائز ہو گیا کہ وہ حضرت مصعبؓ کے متروکہ مال سے دس دینار اس یہودی کے حوالہ کر دیں حالانکہ حضرت مصعبؓ کے ترکہ میں ان کے ورثاء کا حق ہو گیا تھا تو حضرات صحابہ کا تفقہ متاخرین سے بہر حال بڑھا ہوا تھا اس لیے ان پر یہ اعتراض وارد نہیں ہو سکتا جس کی نظیر ایک اور واقعہ ہے جس کا تعلق ثابت بن قیس بن شماسؓ سے ہے جو جنگ یمامہ میں شہید ہوئے تھے جن سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا "ثابتؓ کیا تم اس بات سے خوش نہ ہو گے کہ تم قابل تعریف زندگی گذارو، شہادت کی موت ہو اور جنت میں داخل ہو جاؤ" حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ثابتؓ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے تھے

حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی فرماتی ہیں کہ جب آیت یاایها الذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی الایۃ نازل ہوئی تو میرے والد گھر بیٹھ گئے باہر نکلنا چھوڑ دیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نظر نہ آئے تو آپ نے ان کا حال معلوم کرایا حضرت ثابتؓ نے کہلا بھیجا کہ میری آواز بہت اونچی ہے مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں میرے اعمال نہ سوخت ہو جائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہلا بھیجا تم ان لوگوں میں نہیں ہو" بل تعیش بخیر و تموت بخیر" تب حضرت ثابتؓ گھر سے نکلے کچھ عرصہ کے بعد دوسری آیت نازل ہوئی "ان اللہ لا یحب کل مختال فخور" تو پھر گھر بیٹھ گئے اور رونا شروع کر دیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارکہ میں نہیں پہونچے تو آپ نے پھر معلوم کرایا تو حضرت ثابتؓ نے عرض کیا کہ میں زیب و زینت کا عادی ہوں اور اپنی قوم کی سیادت و قیادت کا بھی فرض انجام دیتا ہوں تو آپؐ نے پھر کہلا بھیجا تم معذوروں میں سے نہیں ہو" بل تعیش حمیدا و تقتل شہیدا و تدخل الجنۃ" ادھر سے جب اطمینان ہو گیا تو گھر سے نکلے۔

صاحبزادی کہتی ہیں کہ والد صاحب جنگ یمامہ کے موقع پر حضرت خالد بن الولیدؓ کی زیر قیادت مسیلمہ کذاب سے جنگ کرنے کے لیے تشریف لے گئے تو حضرت ثابتؓ اور حضرت سالمؓ حضرت ابو حذیفہؓ کے غلام دونوں نے آپس میں بات کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مقدس میں ہم اس طرح جنگ نہیں کرتے تھے چنانچہ دونوں نے اپنے لیے گڑھے کھودے اور جم کر جنگ کی یہاں تک کہ شہید ہوئے اس دن حضرت ثابت رضی اللہ عنہ ایک عمدہ قسم کی زرہ پہنے ہوئے تھے مسلمانوں میں سے کسی کا ادھر گذر ہوا غلط فہمی کی وجہ سے اس نے وہ زرہ ان کے جسم سے اتار کر رکھ لی اس درمیان میں کوئی مسلمان اپنے خیمہ میں سو رہا تھا حضرت ثابتؓ اس کے خواب میں آئے اس سے کہا کہ میں تم کو ایک وصیت کرتا ہوں اس کو خواب وخیال سمجھ کر ٹال نہ دینا، کل جب میں مارا گیا تو ایک مسلمان نے میری زرہ اتار لی یہ شخص خیموں کے صفوں میں سب سے آخر میں ہے اس کے خیمہ کے پاس لمبی رسی میں گھوڑا بندھا ہوا ہے اس نے زرہ پر ایک ہانڈی اوندھا کر اس پر کجاوہ ڈال دیا ہے تم (حضرت) خالد کے پاس جاؤ کہ وہ میری زرہ برآمد کر لیں پھر جب تم مدینہ منورہ میں حضرت ابو بکر کے پاس پہونچو ان کو بتاؤ کہ مجھ پر اتنا قرض ہے وہ یہ زرہ فروخت کر کے ادا کر دیا جائے اور میرے فلاں غلام کو آزاد کر دیا جائے یہ مرد مسلمان حضرت خالد کے پاس پہونچا اور اپنا خواب بیان کیا، حضرت خالدؓ نے وہ زرہ حاصل کر لی پھر یہ شخص حضرت ابو بکرؓ کے پاس پہونچا اور اپنا خواب بیان کیا سیدنا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس وصیت کو نافذ کر دیا۔ حضرت ابو عمرؓ کہتے ہیں کہ ثابت بن قیس کے سوا شاید ہی مرنے کے بعد کسی کی وصیت نافذ کی گئی ہو حضرت خالد بن الولیدؓ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہ سب کے سب اس وصیت کی نفاذ پر متفق ہو گئے یہ محض سوجھ بوجھ کی بات ہے۔

ان واقعات کے بتانے سے مقصود یہ ہے کہ جب مردہ کو اس قسم کی جزئیات اور

تفصیلات کی بھی خبر ہوتی ہے تو پھر کسی کی قبر پر جانے سلام اور دعاء مغفرت کرنے کا علم تو مردہ کو بدرجۂ اولیٰ ہوتا ہے۔

اب آیئے ایک دوسرے مسئلہ پر بھی غور کریں کہ آیا مرنے والوں کی روحیں عالم برزخ میں ایک دوسرے سے ملتی جلتی ہیں ایک دوسرے کے پاس آتی جاتی ہیں آپس میں بات چیت کرتی ہیں یا نہیں؟

اس مسئلہ کو سمجھنے کے لیے پہلے یہ سمجھ لیجیے کہ روحوں کی دو قسمیں ہوتی ہیں ایک قسم ان ارواح کی ہے جو اپنی بد اعمالیوں کی سزا بھگت رہی ہوتی ہیں ان روحوں کا کہیں آنا جانا کسی سے ملنا جلنا تو ممکن نہیں دوسری قسم ان ارواح کی ہے جو اپنے اچھے اعمال کی بناء پر اللہ تعالیٰ کے انعام کی مستحق ہوتی ہیں جن کو روکا نہیں جاتا آزاد چھوڑ دیا جاتا ہے جہاں جی چاہے گھومیں پھریں ایک دوسرے سے ملیں جلیں دنیا اور اس سے متعلق باتیں کریں ان روحوں کی رفاقت وہی روحیں کرتی ہیں جن پر اعمال صالحہ کی وجہ سے اس قسم کا انعام وفضل اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہوتا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک رفیق اعلیٰ میں ہے دوسری ارواح کے متعلق قرآن کا ارشاد ہے۔

وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا (پ۵)	اور جو کوئی حکم مانے اللہ کا اور اسکے رسول کا سو وہ ان کے ساتھ ہیں جن پر اللہ نے انعام کیا کہ وہ نبی اور صدیق اور شہداء اور نیک بخت ہیں اور اچھی ہے ان کی رفاقت۔

یہ معیت تو اس دنیا میں بھی نیا بنتی ہے عالم برزخ میں بھی ہوگی اور دار جزاء میں بھی آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس سے وہ تعلق و محبت رکھتا ہے۔

حضرت مسروق رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرات صحابہ کرام نے جناب رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ ہمارے لئے مناسب نہیں کہ اس دنیا میں ہم آپ سے کسی لمحہ بھی جدا ہوں اسلئے کہ مرنے کے بعد تو آپ ہم سے بدرجہا بلند مقام پر ہوں گے جہاں ہم آپ کا دیدار نہ کرسکیں گے اس واقعہ پر اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔

حضرت شعبی کہتے ہیں کہ ایک انصاری جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روتے ہوئے آئے آپؐ نے دریافت فرمایا آپ کیوں روتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں، میں آپ سے اپنے اہل وعیال، اور مال ودولت کے مقابلہ پر زیادہ محبت کرتا ہوں، قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں، میں اپنے گھر میں آپ کا تذکرہ کرتا ہوں تو بے چین ہو جاتا ہوں جب تک آپ کو دیکھ نہ لوں چین نہیں آتا مجھے آپ کے انتقال اور اپنی موت کا خیال آیا تو یہ سمجھا کہ اس دنیا کے سوا میں آپ کے ساتھ نہ ہوسکوں گا آپ حضرات انبیاء کرام کی رفاقت میں ہوں گے، بالفرض میں جنت میں چلا بھی گیا تو بھی میرے مقام سے آپ کا مقام بدرجہا بلند ہوگا آپ کو دیکھ نہ سکوں گا، یہ سن کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ دیر ساکت رہے، آپ نے کوئی جواب نہ دیا یہاں تک کہ مذکورہ بالا آیت نازل ہوئی۔

اس کے علاوہ نیک لوگوں کی جب روحیں قبض کی جاتی ہیں تو ان سے یہ کہا جاتا ہے

يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً فَادْخُلِي فِي عِبَادِي وَادْخُلِي جَنَّتِي (پ ۳۰)	اے وہ جی جس نے چین پکڑ لیا پھر چل اپنے رب کی طرف تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی پھر شامل ہو میرے بندوں میں اور داخل ہو میری

بہشت میں (یعنی تم بھی نیک کردار روحوں کے ساتھ جاکر رہو)

معراج سے متعلق ایک حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے معراج کے شرف سے نوازا، تو آپ حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام سے ملے درمیان میں قیامت کا ذکر چل پڑا، حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس بارہ میں کوئی علم نہیں تھا گفتگو کا رُخ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف ہوا تو انھوں نے "دجال" کے نکلنے کا ذکر کیا اور بتایا کہ اس وقت پھر میں دنیا میں اُتارا جاؤں گا اور "دجال" کو قتل کردوں گا جب لوگ اپنے شہروں کو واپس ہوں گے تو ان کا سامنا یاجوج ماجوج سے ہوگا وہ جس پانی سے گذریں گے اسے پی جائیں گے جو چیز بھی ان کے سامنے آئے گی اس کو وہ فاسد کردیں گے لوگ پھر مجھ سے رجوع ہوں گے میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں گا اللہ تعالیٰ ان کو موت دے گا. زمین ان کی بدبو سے اللہ کی پناہ طلب کرے گی، پھر میں دعا کروں گا اللہ تعالیٰ اتنا پانی برسائے گا کہ سیلاب آجائے گا جو ان کے مردہ جسموں کو سمندر میں بہا لے جائیگا پھر پہاڑ روئی کی طرح دھنکے جائیں گے اور زمین کھال کی طرح کھینچ لی جائے گی یہی وقت قیامت کا ہوگا لوگوں کا حال اس حاملہ کا سا ہوگا جس کے گھر والوں کو یہ علم نہ ہو کہ کب یہ عورت بچہ جنے گی رات میں یا دن میں"

یہ حدیث واضح کرتی ہے کہ ارواح کے مابین علمی مذاکرے بھی ہوتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں شہداء کے بارے میں فرمایا کہ وہ اللہ کے پاس ہیں کھاتے پیتے ہیں اور باہم ایک دوسرے کو اللہ تعالیٰ کے فضل وانعام کی بشارت دیتے ہیں، اللہ کے اس ارشاد سے تین باتیں معلوم ہوتی ہیں ایک تو یہ کہ شہداء اللہ کے پاس کھاتے پیتے ہوں گے گویا وہ زندہ ہوں گے ایک دوسرے سے ملتے بھی ہوں گے۔ دوسرے یہ کہ پہلے کے شہداء نئے آنے والے شہیدوں کی آمدو

و ملاقات پر خوش ہوتے ہیں، تیسرے یہ کہ لفظ "یستبشرون" لغت میں ایک دوسرے کو بشارت اور خوشخبری دینے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے خوابوں کے تواتر سے یہ مسئلہ ثابت ہے۔

حضرت صالح بن بشر بیان کرتے ہیں کہ میں نے عطاء السلمی کو ان کے انتقال کے بعد خواب میں دیکھا میں نے ان سے کہا اللہ آپ پر رحم فرمائے اس دنیا میں تو آپ بہت رنجیدہ اور غمگین رہتے تھے انھوں نے جواب دیا کہ ہاں لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے فرحت و سرور بخش دیا۔ میں نے پوچھا کہ آپ جنت کے کس درجہ میں ہیں تو انھوں نے قرآن کی یہ آیت پڑھی "مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ"

حضرت عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سفیان ثوریؒ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا انھوں نے جواب دیا کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی جماعت میں شامل ہو گیا۔

حضرت صخر بن راشد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مبارک کو انکے انتقال کے بعد خواب میں دیکھا تو میں نے پوچھا کہ کیا آپ کا انتقال نہیں ہوا؟ جواب دیا ہاں میں نے پوچھا کہ اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا جواباً آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا، ایک ایک گناہ معاف کر دیا، میں نے پوچھا کہ حضرت سفیان ثوریؒ کے ساتھ کیا ہوا تو انھوں نے مذکورہ بالا آیت پڑھی اور کہا کہ وہ ان کے ساتھ ہیں۔

یقظہ بنت راشد سے روایت کی گئی وہ کہتی ہیں کہ مردان المحلمی بڑے

قاضی اور مجتہد تھے، میرے پڑوس میں رہتے تھے۔ ان کا انتقال ہوا تو مجھے بیحد صدمہ ہوا۔ میں نے ان کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ انھوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے جنت میں داخل کر دیا۔ میں نے سوال کیا کہ اس کے بعد کیا ہوا؟ انھوں نے بتایا کہ پھر مجھے "اصحاب یمین" کے پاس پہونچا دیا گیا۔ میں نے پوچھا کہ پھر اس کے بعد کیا ہوا؟ تو انھوں نے جواب دیا کہ مجھے مقربین کی جماعت میں داخل کر لیا گیا۔ میں نے سوال کیا کہ وہاں آپ نے کس کس کو پایا تو انھوں نے جواب دیا کہ حسن اور ابن سیرین نیز میمون بن سیاہ کو دیکھا۔

ہشام بن حسان کہتے ہیں کہ ام عبداللہ نے جو بصرہ کی نیک بیبیوں میں تھیں مجھ سے بیان کیا کہ میں نے ایک روز خواب دیکھا کہ میں ایک خوبصورت مکان میں داخل ہوئی جہاں مجھے ایک خوبصورت باغ نظر آیا جس میں ایک صاحب سونے کے ایک تخت پر ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔ ان کے ارد گرد ہاتھوں میں پیالے لئے خدام کھڑے تھے میں یہ دیکھ کر تعجب میں تھی کہ مجھ کو بتایا گیا کہ مروان محلمی آرہے ہیں، یہ سن کر وہ اپنے تخت پر سنبھل کر بیٹھ گئے۔ یہ دیکھ کر میری آنکھ کھل گئی تو دیکھا کہ مروان محلمی کا جنازہ میرے دروازہ کے سامنے سے گذر رہا ہے۔

مرتکز احادیث سے بھی دونوں کی باہمی ملاقات و تعارف ثابت ہوتا ہے۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت بشر بن براء بن معرور کے سانحۂ ارتحال سے ان کی والدہ کو بڑا صدمہ پہونچا، تو انھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ بنی سلمہ میں آئے دن کوئی نہ کوئی مرتا ہی رہتا ہے تو کیا مردے ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں اگر ایک دوسرے کو پہچانتے ہوں تو میں بشر کو

سلام کہلا دیا کروں

جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "ہاں" قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اے ام بشر! مردے ایک دوسرے کو اس طرح پہچانتے ہیں جس طرح درختوں پر پرندے پہچانے جاتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے بعد ام بشر کا یہ حال ہو گیا تھا کہ بنی سلمہ میں سے جب کوئی مرنے لگتا تو یہ اس کے پاس پہونچ کر سلام و دعا کے بعد اس سے فرمائش کرتی تھیں کہ بشر کو میرا سلام پہونچا دینا۔

حضرت عبید بن عمیر کہتے ہیں کہ مردے دنیا کی خبروں کا انتظار کرتے رہتے ہیں جب کوئی مردہ قبرستان پہونچتا ہے تو اس سے اپنے جاننے والوں کی خیریت معلوم کرتے ہیں اور مردہ خیریت بتاتا ہے یا یہ پوچھتا ہے کہ کیا فلاں تمہارے پاس نہیں پہونچا؟ وہ انکار کرتے ہیں تو مردہ کہتا ہے " اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ" معلوم ہوتا کہ وہ ہماری راہ کے بجائے دوسری راہ پر لے جایا گیا۔

صالح مری کہتے ہیں کہ مجھے یہ روایت پہونچی ہے کہ مرے ہوئے لوگوں کی روحیں مرنے والے کی روح کے پاس پہونچکر معلوم کرتے ہیں کہ تمہارا ٹھکانہ کیسا تھا کسی اچھے جسم میں تم تھیں یا کسی خبیث جسم میں۔ صالح مری یہ کہہ کر بے تماشہ رو پڑے۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کسی مرد مومن کی روح جب قبض کی جاتی ہے تو رحمت کے فرشتے اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس کا استقبال کرتے ہیں جیسے کسی خوشخبری سنانے والے کا استقبال کیا جاتا ہے اور پہلے کی آئی ہوئی روحوں سے

کہتے ہیں کہ اپنے بھائی کا خیال رکھنا تاکہ یہ آرام کریں یہ دنیا میں بڑی تکلیف میں تھے یہ روحیں آنے والی روح سے دریافت کرتی ہیں کہ فلاں شخص نے کیا کیا اور فلاں عورت نے کیا کیا اور فلاں عورت نے دوسری شادی کی یا نہیں؟ آنے والی روح ان کے سوالات کا جواب دیتی ہے پھر جب یہ روحیں کسی ایسے شخص کے بارے میں دریافت کرتی ہیں جس کا اس سے پہلے انتقال ہو چکا ہوتا ہے تو یہ آنے والی روح بتاتی ہے اس شخص کا تو مجھ سے پہلے انتقال ہو چکا تھا تو یہ روحیں اِنَّا لِلّٰہِ پڑھتی ہیں اور کہتی ہیں یہ تو جہنم میں گیا۔

اب تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ کیا زندوں اور مردوں کی روحیں آپس میں ملتی جلتی ہیں یا نہیں؟ قرآن کریم کا ارشاد ہے۔

اَللّٰهُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِهَا فَیُمْسِكُ الَّتِیْ قَضٰی عَلَیْهَا الْمَوْتَ وَیُرْسِلُ الْاُخْرٰٓی اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ٥
(زمر ۴۲)

اللہ ہی قبض کرتا ہے جانوں کو ان کی موت کے قریب اور ان جانوں کو بھی کہ جن کی موت نہیں آئی ان کے سونے کے وقت پھر ان جانوں کی روک لیتا ہے جن پر موت کا حکم فرما چکا ہے اور باقی جانوں کو ایک میعاد معین تک کیلئے رہا کر دیتا ہے اس میں ان لوگوں کیلئے جو سوچنے کے عادی ہیں دلائل ہیں۔

سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تفسیر میں بیان فرماتے ہیں کہ مجھے یہ روایت پہونچی ہے کہ خواب میں زندوں اور مردوں کی روحیں باہم ملتی ہیں اور آپس میں ایک دوسرے سے سوال و جواب کرتی ہیں پھر اللہ تعالیٰ مردوں کو روک لیتا ہے اور زندوں کی روحوں کو چھوڑ دیتا ہے۔

حضرت سدی وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِهَا کی تفسیر میں بیان فرماتے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ سوتے ہیں روحیں قبض کر لیتا ہے۔ زندوں اور مردوں کی روحیں مگر ایک دوسرے کو پہچانتی ہیں اور بات چیت کرتی ہیں، زندہ کی روح تو اپنے جسم میں لوٹ آتی ہے تاکہ وہ اپنی مدت حیات پوری کرے اور جس روح کے لئے موت کا فیصلہ ہوتا ہے وہ اپنے جسم کی طرف لوٹنا چاہتی ہے تو اس کو روک لیا جاتا ہے۔ سید قطب اپنی تفسیر "فی ظلال القرآن" میں لکھتے ہیں۔

"جس طرح اللہ تعالیٰ لوگوں کی زندگی کی میعاد پوری کر کے ان کی روح قبض کرتا ہے اسی طرح نیند کی حالت میں بھی روح قبض کرتا ہے حالانکہ بندہ کی زندگی کی میعاد باقی ہوتی ہے اب اگر نیند ہی کی حالت میں کسی کی موت کا فیصلہ ہو تو اس کی روح کو روک لیا جاتا ہے پھر وہ بیدار نہیں ہو سکتا۔ لیکن اگر موت کا فیصلہ نہیں ہوتا ہے تو اس کی باقیماندہ مدت کیلئے اس کی روح کو واپس کر دیتا ہے غرض ساری جانیں اس کے قبضۂ اختیار میں ہیں۔ بیداری اور نیند دونوں ہی حالتوں میں"

بخاری اور مسلم میں سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

إذا أوى أحدكم إلى فراشه فلينفضه بداخلة إزاره فإنه لا يدري ما خلفه عليه، ثم ليقل باسمك ربي وضعت جنبي باسمك أرفعه، إن أمسكت نفسي فارحمها وإن أرسلتها فاحفظها بما تحفظ به عبادك الصالحين۔

(جب تم میں سے کوئی اپنے بستر پر سونا چاہے تو اس کو اپنی تہمد سے جھاڑ لے اس لئے کہ وہ یہ نہیں جانتا کہ کیا چیز اس پر حملہ کر دے گی (مراد کیڑے مکوڑے) پھر یہ دعا پڑھے۔ اے میرے رب تیرے ہی نام سے اپنا پہلو (بستر پر) رکھ رہا ہوں اور تیرے ہی

نام سے اسکو اٹھاؤں گا اگر میرے نفس کو تو نے روک لیا تو اس پر رحم فرما اور اگر (میرے نفس کو) تو نے چھوڑ دیا تو ان چیزوں کے ذریعہ اس کی حفاظت فرما جن سے تو اپنے نیک بندوں کی حفاظت فرماتا ہے۔

غرض یہ آیت ہر دو قانون کو شامل ہے نیند کی حالت میں روح کا من وجہ جدا ہونا اور موت کی حالت میں من کل الوجوہ روح کا جسم سے جدا ہونا پھر مرنے والے کی روح کو روکنے اور دوسری روح کے واپس ہونے کا ذکر ہے۔ یہ مرنا خواہ بحالت خواب مرے یا بحالت بیداری، زندہ اور مردہ روحوں کے باہم ملنے کا یہ ثبوت بھی ہے کہ زندہ لوگ خواب میں مردوں کو خواب میں دیکھتے ہیں اور ان سے حال چال معلوم کرتے ہیں وہ نامعلوم حالات بتاتے ہیں جن کا مستقبل میں ظہور ہوتا ہے یا گذر چکے ہوتے ہیں کبھی مرنے والا اپنا گڑا ہوا مال بتاتا ہے کبھی اس کے ذمہ جو قرض جاتا ہے اس کا تذکرہ کرتا ہے کبھی ایسی بات کی خبر دیتا ہے جس کی اس کے سوا کسی کو خبر نہیں تھی کبھی یہ بھی بتاتا ہے کہ تم فلاں وقت ہمارے پاس آؤ گے اور اس کی یہ اطلاع سچی ہو جاتی ہے۔ سابقہ اقساط میں اس قسم کے واقعات کا تذکرہ ہو چکا ہے یہاں اقصار مقصود نہیں لیکن چند واقعات مزید ذکر کئے جاتے ہیں۔

سیدنا حضرت عبداللہ بن حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد گرامی کو انتقال کے بعد خواب میں دیکھا کہ وہ ایک باغ میں ہیں اور انھوں نے چند سیب کے دانے مجھے مرحمت فرمائے ہیں، میں نے دریافت کیا کہ آپ نے سب سے افضل عمل کون سا پایا۔ آپ نے جواب دیا میرے بیٹے استغفار کو سارے اعمال سے افضل پایا۔

حضرت صالح البراء کہتے ہیں کہ میں نے حضرت زرارہ بن ادفی کو ان کے

انتقال کے بعد خواب میں دیکھا اور پوچھا اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے آپ سے کیا سوال ہوا اور آپ نے کیا جواب دیا۔ سوال سن کر انھوں نے منھ پھیر لیا تو میں نے پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا بولے اپنے جود وکرم سے مجھ پر فضل فرمایا۔ پھر میں نے دریافت کیا مطرف کے بھائی ابوالعلاء بن یزید کس حال میں ہیں۔ انھوں نے جواب دیا کہ وہ بلند درجہ میں ہیں، اب میں نے دریافت کیا کہ آپ کی نظر میں سب سے زیادہ قابلِ قبول عمل کیا ہے؟ انھوں نے جواب دیا اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا امیدیں اور آرزوئیں کم رکھنا۔

حضرت مالک بن دینار فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت مسلم بن یسار کو ان کے انتقال کے بعد خواب میں دیکھا تو میں نے ان کو سلام کیا لیکن انھوں نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا، میں نے پوچھا کہ آپ نے میرے سلام کا جواب کیوں نہیں دیا۔ فرمانے لگے میں تو مردہ ہوں تمہارے سلام کا جواب کس طرح دیتا۔ میں نے پوچھا کہ مرنے کے بعد کیا احوال پیش آئے فرمایا کہ میں دہشت ناک مناظر اور سخت زلزلوں سے دوچار ہوا۔ میں نے پھر پوچھا اس کے بعد کیا ہوا؟ فرمایا کہ ایک کریم سے جو توقع تم کو ہونا چاہیئے وہی ہوا، ہماری نیکیاں قبول فرمالیں اور گناہ معاف فرما دیئے اور خود تاوانوں کا مالک بن گیا یہ سن کر حضرت مالک بن دینار نے ایک چیخ ماری اور بے ہوش ہو کر گر گئے اور عرصہ تک بیمار رہے پھر ان کا دل پھٹ گیا اور انتقال فرما گئے، حزم کے بھائی سہیل کہتے ہیں کہ میں نے مالک بن دینار کو ان کے انتقال کے بعد خواب میں دیکھا اور پوچھا

مجھے معلوم ہو جاتا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے پاس کون سا عمل لے کر گئے فرمایا بہت سے گناہ لے کر گیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کے ساتھ میرا حسنِ ظن میرے کام آیا اس نے سارے گناہ مٹا دیئے۔

جمیل بن مرہ کہتے ہیں کہ مورق عجلی میرے دوست تھے ہم نے آپس میں عہد کیا تھا کہ ہم میں سے جو بھی پہلے مرے وہ اپنے دوست کے پاس خواب میں آکر اپنا حال بیان کرے۔ چنانچہ مورق فوت ہو گئے انہیں میری بیوی نے خواب میں دیکھا کہ ہمارے بھائی حسب عادت آئے ہیں اور دروازہ کھٹکھٹا رہے ہیں میں اُٹھ کر دروازہ کھول دیتی ہوں اور عرض کرتی ہوں کہ اندر تشریف لائیں فرماتے ہیں کس طرح آؤں میں تو مر چکا ہوں میں اپنے دوست کو اللہ تعالیٰ کی مہربانیوں کی بشارت دینے آیا ہوں۔ ان کو بتا دینا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے خاص بندوں میں شامل فرما لیا ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سیدنا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

نوائے حق پریس حضرت گنج ۵۷ لکھنؤ

ملنے کا پتہ

"دار الحسنات" سہسوان۔ ضلع بدایوں

جمعیۃ مرکزیہ تبلیغ الاسلام ۹۸/۲ ناظر باغ کانپور